اسلام۔دینِ زندگی

محقق عصر حجۃ الاسلام والمسلمین محمد رضا رجب نژاد مدظلہ الشریف
نمائندہ رہبر انقلاب اسلامی ایرانی کلچر ہاؤس دہلی

پیغمبرِ عظیم الشان کی زندگی میں جو اتار چڑھاؤ، مختلف النوع حوادث اور اثر انگیزی دکھائی دیتی ہے وہ دنیا کے کسی دوسرے شخص کی زندگی میں ہرگز نظر نہیں آتی کیونکہ ان کی زندگی میں حیرت انگیز، اسرار آمیز پہلوؤں کی کثرت وفراوانی پائی جاتی ہے۔

ان کا دین ابتدائی مرحلہ میں خود اپنے معاشرہ وماحول میں اور اس کے بعد پوری دنیا میں جس سرعت وتیز رفتاری کے ساتھ پھیلا اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں دکھائی دیتی ہے اور اس دین نے عالم سماج پر جو گہرے نقوش قائم کئے ہیں ان کی مثال بھی کم ہی نظر آتی ہے

پوری دنیائے بشریت میں انسانی سماج کے پسماندہ طبقے سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص ان کی طرح ایک عظیم الشان اور پرشکوہ عالمی تہذیب وتمدن کا خالق نہیں رہا ہے۔

پیغمبر اسلام کے سلسلے میں عالمی سطح پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں اتنی تالیفات دنیا کی کسی دوسری عظیم شخصیت کے بارے میں نہیں پائی جاتی ہیں اور دنیا کے مورخین ومفکرین اور دانشوروں نے جس خصوصی توجہ کے ساتھ ان کی زندگی کے ہر گوشے پر اظہار خیال کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور یہ ایسی حقیقت ہے جس کا مشرق ومغرب کے تمام مورخین اعتراف کرتے ہیں۔

اس زمانہ میں ایسی غیر انسانی تہذیبی روایات اور خرافاتی تمدن وثقافت پورے جزیرۂ عربستان کے انسانی معاشرہ میں رائج تھی جس کا انسانی عقل وفطرت سے کوئی سروکار نہ تھا۔ مثالی ظلم وبربریت کی وجہ سے عالمی انسانی برادری کا دم گھٹ رہا تھا، ہر طرف جہالت اور تاریکی چھائی ہوئی تھی اور گھٹن کے اس ماحول میں خداوند عالم کے ارادہ سے ۵۷۰ء میں سعادت کا یہ درخشاں ستارہ طلوع ہوا اور اس دنیا میں اس بچہ کی ولادت ہوئی جس کا نام ''محمدؐ'' رکھا گیا واضح رہے کہ اس نومولود کی ولادت سے پہلے ہی اس کے والد کا انتقال ہو چکا تھا۔

۶۱۰ء میں چالیس سال کی عمر میں خداوند عالم کی جانب سے وحی نازل ہوئی اور وہ خداوند عالم کے آخری پیغمبر کی حیثیت سے اسلام جیسے دین کامل کے ساتھ عہدہ رسالت پر فائز ہو گئے۔

قرآن مجید ان کی نبوت کی دلیل اور وہ عظیم معجزہ الٰہی ہے جو ۱۴۰۰ سال گزرنے کے بعد آج بھی ہر طرح کی تحریف سے پوری طرح محفوظ ہے۔

اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام برسوں قبل

خداوندعالم کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے پرچم توحید بلند کر چکے تھے لیکن خود ان کی زندگی میں نیز ان کے بعد آنے والی صدیوں کے دوران بعض لوگ اپنے خودساختہ دین کی پیروی کرتے ہوئے ایسی راہ وروش پر گامزن ہو گئے تھے جو محض ان کے ذہن کی پیداوار تھی۔

ایک جماعت نے خداوندعالم کو اس مخلوقات سے تشبیہ دینا شروع کر دیا اور اپنے ذہن کے سانچے میں یہ عقیدہ ڈھال لیا کہ خداوندعالم جسم وجسمانی اعضا کا حامل ہے۔

دوسری جماعت نے خداوندعالم کے نام میں تصرف شروع کر دیا۔ ان میں حجاز کے وہ مشرک اور بت پرست شامل ہیں جو ''لات'' کو اللہ اور ''عزیٰ'' کو عزیز سے منسوب کرتے تھے۔

خود کو دانشور اور روشن خیال کہنے والے بعض گروہ چاند سورج، ستارہ اور جن کی پرستش میں سرگرم ہو گئے۔

لیکن اس دور کی اکثریت نے سال کے ۳۶۵ دنوں کی تعداد کے مطابق قبائلی اور خاندانی بتوں کو تراش لیا تھا اور ہر روز رونما ہونے والے حوادث کو اس روز سے منسوب بت کا کرشمہ قرار دینے لگے تھے۔ اس زمانے میں بت پرستی درحقیقت عبادتی پہلو کی حامل نہ تھی بلکہ ابتدائی مرحلہ میں لوگ بتوں کو فقط اپنا شفیع تصور کرتے تھے۔

دھیرے دھیرے یہ لوگ آگے بڑھے اور وہ وقت بھی آ گیا کہ لوگ ان بتوں کو صاحب قدرت سمجھنے لگے اور اس کے بعد مذہب بت پرستی رائج ہوا اور اس نے ان لوگوں کے درمیان طرح طرح کے اثرات قائم کر لئے۔

اسی وجہ سے آخری دین کی حیثیت سے لوگوں کو توحید پرستی کی طرف دعوت دینا اور انسانوں کی خوابیدہ فطرت کو بیدار کرنا، بت پرستی کے خلاف مسلسل جدوجہد میں سرگرم رہنا اور دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنا ہی پیغمبر کی بعثت کا بنیادی مقصد اور مذہب اسلام کا حقیقی پیغام بن گیا۔

خداوندعالم کی مقدس کتاب قرآن اور پیغمبر اسلام نے دنیا کے لاکھوں خوابیدہ ذہن وخوابیدہ ضمیر لوگوں کو غیر معمولی بیداری سے مالامال کر دیا۔ جی ہاں؟ یہ اسلامی بیداری کا کرشمہ نہیں تو اور کیا ہے کہ طلوع اسلام سے قبل جس معاشرہ میں عورتوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، اس معاشرہ میں خواتین کے حقوق کی حفاظت اور یتیموں کی پرورش وسرپرستی کا عام چرچا ہونے لگا۔

طلوع اسلام سے پہلے کی لوٹ کھسوٹ کہاں اور اسلام کے بعد انسانی معاشرہ میں رائج ایثار وقربانی کا رجحان کہاں؟

اسلام سے قبل لکڑی اور پتھر کے خودساختہ بتوں کی پرستش کہاں، اور خدائے وحدہٗ لاشریک اور قادر ورحیم کی طرف وہ ہمہ تن توجہ کہاں، جو انسانی عقل وفطرت سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔

جی ہاں؟

دنیائے انسانیت جہالت اور نادانی کے بھنور میں پوری طرح گرفتار تھی اور علم وصنعت کے بارے میں لوگوں کی اطلاعات محدود تھی اور دور دور تک تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ایسے گھٹن کے ماحول میں دنیائے بشریت کے آسمان

پر اسلام کا آفتاب نمودار ہوا۔جس نے نہ صرف پوری دنیا کو تابناک و منور کر دیا بلکہ لوگوں کو علم و صنعت کی طرف بھی مائل کر دیا۔اس نورانی دین نے حصول علم و دانش کو واجب قرار دیتے ہوئے اپنے ماننے والوں سے مطالبہ کیا کہ وہ علم صنعت کے میدان میں زیادہ سے زیادہ مہارت حاصل کرنے میں ہمہ تن سرگرم عمل رہیں کیونکہ علم حاصل کرنا امر واجب ہے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا کہ ستاروں کے بارے میں غور و فکر اور تحقیق و تدقیق سے کام لیں، حیوانوں اور دریاؤں کا تحقیقی مطالعہ کریں۔ پرندوں اور بادلوں کے سلسلے میں بھی غور و فکر سے کام لیں۔

اگرچہ ''قوت کشش کی تحقیق'' کو نیوٹن سے جوڑتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ نیوٹن نے درخت کی اونچائی سے سیب کے زمین پر گرنے کی وجہ سے ''قوت کشش'' کی تحقیق کا کارنامہ انجام دیا۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ نیوٹن سے ۶۰۰ سال قبل ایک مسلمان دانشمند ''الہیثم'' نے ''قوت کشش'' کے نظام کو بخوبی سمجھ لیا تھا اور نیوٹن سے ۴۰۰ سال قبل مسلمان فلاسفہ قوت کشش کے سلسلے میں اپنی واضح تحقیق پیش کر چکے تھے۔

قوت کشش، زمین کی گولائی اور مخلوقات و نباتات کی زوجیت وغیرہ کا علم قرآنی آیات سے ہوتا ہے اور دنیا میں سب سے پہلے مسلمانوں نے زمین کے گول ہونے اور اپنے محور پر اس کی گردش کا علم حاصل کیا اور یہ مسلمان ہی تو تھے جنھوں نے علم نجوم اور اسے سنوار کر دنیا والوں کے سامنے پیش کیا۔

مسلمانوں نے علم کے مختلف شعبوں میں اپنے معاصرین پر سبقت حاصل کی اور یورپ والوں کو حیرت زدہ کر دیا۔ یورپ میں سب سے پہلا میڈیکل کالج مسلمانوں کے ذریعہ اٹلی کے سلونو نامی شہر میں قائم کیا گیا تھا جب کہ اس زمانے میں اسلامی دنیا میں جگہ جگہ پر طبی درسگاہیں موجود تھیں۔

اسلام نے مادیات کے سلسلے میں اتنا غور نہیں کیا کہ معنویات کو بالکل فراموش کر دے اور نہ محض ایسی معنویت کو ہی غور و فکر کا مرکز قرار دیا ہے جس میں نفسانی خواہشات کی سرکوبی کے سلسلے میں مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے۔

اسلام نے ان دونوں نظریات کے سلسلے میں درمیانی راہ و روش سے کام لیا ہے۔نہ وہ جنسی عزائم پر ایسی محدودیت و پابندی عائد کرتا ہے کہ انسان اپنی فطری خوشی اور سرگرمیوں سے محروم ہو جائے، اس کی زندگی بے مزہ ہو جائے اور وہ رہبانیت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جائے اور نہ جنسی آزادی اور اخلاقی مفاسد کی حمایت کرتا ہے کہ معاشرہ گمراہی اور فساد کے سلاب میں غرق ہو جائے بلکہ دونوں کے درمیان اعتدال پر مبنی اصول و قوانین کی پیروی کا علمبردار ہے۔

اسلام جسم اور روح کے درمیان توازن قائم کرتا ہے۔
اسلام انفرادی حقوق کا احترام کرتا ہے اور ساتھ ہی سماجی حقوق کو بھی محترم تسلیم کرتا ہے۔جسم اور روح دونوں میں سے ہر ایک میں لذتیں موجود ہیں اور انسان کا کمال یہ ہے کہ وہ

دونوں کو توازن کے ساتھ اپنائے رہے۔

اسلام مذہب زندگی ہے اسی وجہ سے وہ محض معدودے چند انفرادی واجبات اور محرمات پر ہی اکتفا نہیں کرتا ہے بلکہ اس کا اصولی مقصد اور بنیادی منصوبہ ایک آباد و محفوظ معاشرہ کی تعمیر و تشکیل ہے۔

اسلام سالم اور سعادت بخش زندگی کے بلند ترین معیاری آئین و قوانین کا حامل ہے۔

اسلام ایک وسیع اور گرانقدر منصوبے کا حامل ہے جو گہوارہ سے لے کر قبر تک زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی خوشی کی زمین ہموار کرتا رہے۔

اسلام درحقیقت انسانی زندگی کے جملہ انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں کا حامل ہے۔

اسلام انسان کو اہمیت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ یہ وہ مذہب ہے جو بنی نوع انسان کے درمیان برادری اور برابری کا تصور پیدا کرتا ہے کیونکہ دنیا کے تمام انسان ایک خدا کی مخلوق ہیں۔

اسلام وہ دین ہے جس کی عبادت نہایت سادہ اور انسانی عقل سے میل کھاتی ہیں۔ یہ عبادت و بندگی کو انسان کی بھلائی کا وسیلہ قرار دیتا ہے اور گناہ کو انسانی دنیا کے لئے نہایت نقصان دہ حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ لوگوں کو عدل و انصاف کی طرف مدعو کرتا ہے اور ظلم و ناانصافی اور دوسروں کے خلاف حملہ و تجاوز سے پرہیز اختیار کرنا سکھاتا ہے۔

اسلام وہ دین ہے جو اپنے پیروکاروں کو اس خدا کے احکام کی پیروی کا حکم دیتا ہے جو جمالیات کا خالق ہے۔ یہ وہ دین ہے جو اپنے ماننے والوں کو لڑائی، جھگڑا، تفرقہ و اختلاف اور پراگندگی و انحراف سے علٰحدگی اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

حصولِ علم کے سلسلے میں اسلام کسی سرحد کا قائل نہیں ہے بلکہ وہ علم و دانش کو بہترین میراث قرار دیتا ہے۔ اسلام علماء اور دانشمندان کے سلسلے میں غیر معمولی احترام کا قائل ہے اور عالموں کو زاہدوں سے زیادہ صاحب فضیلت حیثیت سے پیش کرتا ہے۔

اسلام سن رسیدہ افراد اور بزرگان معاشرہ کے لئے غیر معمولی عزت و احترام کا قائل ہے اور ان لوگوں کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

اسلام مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ لوگوں کے اعمال پر نگاہ رکھیں اور انھیں نیکی کی طرف مدعو کرتے ہوئے برائیوں سے دوری اختیار کرنے کا مشورہ دیں۔ اسلام لوگوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ اگر تم واقعی ایک آباد اور خوشحال معاشرہ کے متمنی ہو تو تم فساد سے دوری اختیار کرتے ہوئے عمومی نظارت کو لازم خیال کرو۔ درحقیقت اسلام صحیح اور منطقی تنقید کو اصلاحات کی کنجی قرار دیتا ہے۔

اسلام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ ایک دوسرے کو پند و نصیحت کرنے میں کوتاہی نہ کرو۔

اسلام خانوادہ اور اولاد کی تربیت کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔

اسلام والدین کی اطاعت کا ذکر خداوندعالم کی اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ کرتا ہے اور ماں باپ کے

ساتھ حسن سلوک کو واجب سمجھتا ہے۔

اسلام مسلمانوں پر یہ فریضہ عائد کرتا ہے کہ مومنین کی ضروریات کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔

اسلام ان سماجی امور خیر کو غیر معمولی اہمیت دیتا ہے جس سے عام لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے اسلام ظالموں کو دھمکی دیتا ہے اور ان کے خلاف جد و جہد اور نبرد آزمائی کو لازم قرار دیتا ہے۔

اسلام مسلمانوں کے درمیان الفت اور دوستی کی ایجاد کو بنیادی کاموں میں شمار کرتا ہے۔

اسلام عفو و درگزر اور مہربانی و چشم پوشی پر تاکید کرتا ہے اور منافقت و دوگانگی سے پرہیز اختیار کرتا ہے۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو سچ بولنے کی دعوت دیتا ہے اور نجات کو سچائی میں مضمر و پوشیدہ مانتا ہے۔ لوگوں کو امانت داری اور درست کاری کی دعوت دیتا ہے اور بیماروں کی عیادت کو اپنی عبرت اور ان کی تسلی و تسکین کا باعث قرار دیتا ہے۔

اسلام مسلمانوں کو خوش کرداری وخوش اخلاقی کی طرف مدعو کرتا ہے۔ حسن اخلاق کو مسلمانوں کے لئے واجب ولازم قرار دیتا ہے اور وعدہ کو پورا کرنے پر تاکید کرتا ہے۔

اسلام نوجوانوں کو شادی کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور ان کی خاطر خواہ حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے اور گوشہ نشینی وتنہائی پسند زندگی پر ملامت کرتا ہے۔

اسلام نظافت و بہداشتی کے سلسلے میں غیر معمولی اہمیت کا قائل ہے اور اس سلسلے میں بے شمار احکام موجود ہیں۔

اسلام رہبانیت سے پرہیز اور دنیا پرستی کی شدت کے ساتھ نفی و تردید کرتا ہے۔

اسلام مسلمانوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ دنیا کی خاطر آخرت کو فراموش نہ کریں اور دنیا کو آخرت پر قربان بھی نہ کریں بلکہ دنیا وآخرت کی خوبیوں کو جمع کرنے کی کوشش کریں۔

اسلام عزیزوں کی حفاظت ونگہداری کو تمام مسلمانوں کا دینی فریضہ قرار دیتا ہے۔

اسلام مہمان نوازی پر بہت زور دیتا ہے اور اس کو اخلاقی محاسن کا حصہ قرار دیتا ہے اور یتیموں کی سرپرستی کا حکم دیتا ہے۔

اسلام انسان کے احترام کا قائل ہے چاہے وہ زندہ ہو یا موت سے ہم آغوش ہو چکا ہو۔

واضح رہے کہ اسلام مردہ شخص کے جنازہ کی بے احترامی کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

اسلامی احکام کا سرچشمہ وحی خداوندی ہے لہٰذا اس میں کسی خطا ولغزش کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اسلام حق اور آزادی کا علمبردار ہے اور عدالت و برابری کی آواز بلند کرتا ہے۔

اسلام جاہلانہ تعصّبات، نسلی امتیازات اور طبقاتی اختلافات کی تردید کرتا ہے۔

(بقیہ............صفحہ ۹۷ پر)

آئے، ان کا دل ودماغ بھی بدل دیا۔علم کے ساتھ اخلاق میں بھی ان کا کوئی نظیر ومثیل نہ تھا۔جب مسلمانوں نے اپنے محسن ومعلم کی تعلیم وتربیت کوفراموش کرنا شروع کردیا تو ہر طرح کے رذائل اور پستی میں گرنے لگے لیکن رسولؐ کے تصورِعلم ودانش اور طریقۂ تعلیم کا فیضان آج بھی جاری ہے۔سچا پیرورسولؐ آج بھی کہتا ہے ''تعلیم وتعلم عبادت ہیں''۔(امام خمینیؒ)

کسی مذہب یا فلسفے نے علم کا اتنا وسیع تصور پیش نہیں کیا، اور نہ ایسا طریقۂ تعلیم جو ذہن کے ساتھ دل کی، عقل کے ساتھ جذبات کی اور دنیوی امور کے ساتھ اخلاق کی بھی مکمل نشوونما کرسکے۔یہ ہماری رسولؐ فراموشی ہے کہ آج ہم علم میں دوسری قوموں سے پسماندہ ہیں اور عمل کے میدان میں سست گام۔جنھوں نے رسولؐ کے دامن علم ومحبت میں تربیت پائی ان سے رسولؐ کی تعلیم زندہ رہی۔رسولؐ اکرم اور ان کے اوصیا کی تعلیمات آج بھی مینارۂ ہدایت ہیں۔اگر طلب صادق اور تشنگی واقعی متقاضیِ آب ہے تو جہل وظلم نے رسولؐ کی جن درسگاہوں کے در آج بند کر رکھے ہیں، پھر کھل سکتے ہیں۔لبِ ساقی پر آج بھی صدائے عام ہے　ع

کون ہوتا ہے حریفِ مےمردافگنِ عشق

عقل مکمل وہی ہے جو عشق بن جائے اور علم سچا وہی ہے جو شخصیتوں کو اپنے اور تعلّم کے سانچے میں ڈھال دے، یہی قرآن کا تصورِعلم ہے، اور پیغمبرِ قرآن کا مقصودِ تعلیم۔

اقراء کا کلمہ اب بھی شش جہات میں گونج رہا ہے۔

پڑھو! ہدایت کرنے والی کتاب تمہارے سامنے ہے جو صحیفۂ فطرت وحیات کے اوراق کے مطالعے کی متقاضی ومنتظر ہے۔امت کے لئے پیغمبرؐ عقل وعلم نے ورثے میں قلم اور کتاب چھوڑی ہے۔ سلسلۂ وحی ختم ہوا مگر خامۂ وقرطاس کا رشتہ کبھی منقطع نہ ہوگا کہ خود خالق حقیقی وعلیم مطلق نے قلم کی قسم کھائی ہے۔جہل کفر دانش گاہوں، حوزوں کے دروازے بند کرتا رہے گا، ''باب العلم'' کے ہدایت یافتہ علم کے نئے دروا کرتے رہیں گے۔



(بقیہ.........اسلام-دینِ زندگی) اسلام دین عقل وفطرت ہے۔اسلام خداوندعالم کا آخری اور کامل ترین دین ہے جس کو خداوندعالم نے دنیائے انسانیت کی ہدایت ورہنمائی کے لئے اس دنیا میں بھیجا ہے۔

مذہب اسلام میں انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں سے وابستہ مکمل اور نورانی احکام موجود ہیں اور صحت وسلامتی بشر کے سلسلے میں بھی یہ مذہب مفید احکامات سے پوری طرح مالامال ہے۔

البتہ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ قول وعمل کے درمیان گہرا فاصلہ ہوا کرتا ہے۔اس بات کا قوی امکان ہے کہ کوئی شخص یا معاشرہ اسلام کے سلسلے میں لمبے لمبے اعلانات شائع کررہا ہو لیکن عمل کے میدان میں اس نے اسلام کی نورانیت سے ذرہ برابر بھی فائدہ حاصل نہ کیا ہو اور محض مسلمان نام رکھ لینے میں ہی مگن ہو۔

اس دنیا میں ہی نہیں بلکہ موت کے بعد بھی انسان کی نجات وسعادت کا واحد راستہ حقیقی اسلام کی پیروی ہے۔

مختصر لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام جمالیات کا مذہب ہے اور جمالیات کی طرف مدعو کرتا ہے کیونکہ وہ صاحب جمال انسانوں کا خالق اور خود بھی صاحب جمال ہے۔

